Digitized By Khilafat Library Rabwah

روزنامہ

الفضل ربوہ

ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون: ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۴ / ۳۹ | اتوار ۵ رجب ۱۴۰۹ ھجری ، ۱۲ تبلیغ ۱۳۶۸ ہش ، ۱۲ فروری ۱۹۸۹ء | نمبر ۳۷

مذہب کی غرض

مذہب سے غرض کیا ہے بس یہی کہ خدا تعالٰے کے وجود اور اس کی صفات کاملہ پر یقینی طور پر ایمان حاصل ہو کر نفسانی جذبات سے انسان نجات پاوے۔ اور خدا تعالٰے سے ذاتی محبت پیدا ہو۔ کیونکہ درحقیقت وہی بہشت ہے۔ جو عالم آخرت میں طرح طرح کے پیرایوں میں ظاہر ہوگا حضرت اقدس

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

" بعض انسانوں کو دیکھو گے کہ کافیاں اور شعر سن کر وجد و طرب میں آجاتے ہیں مگر جب ان کو کسی شہادت کے لیے بلایا جائے تو غور کریں گے کہ ہمیں معاف رکھو۔ ہمیں تو فریقین سے تعلق ہے۔ ہمیں اس معاملہ میں داخل نہ کرو۔ پس سچائی کا اظہار نہ کریں گے۔ ایسے لوگوں کے وجد و سرور سے دھوکا نہیں کھانا چاہیئے۔ جب کسی ابتلا میں آجاتے ہیں تو اپنی صداقت کا ثبوت نہیں دے سکتے۔ ان کا وجد و سرور قابلِ تعریف نہیں۔ یہ وجد و سرور ایک عارضی چیز اور طبعی امر ہے۔ بعض منکرین اسلام جن کو تمام پاکبازوں سے دلی عداوت ہے۔ وہ بھی اس سرور سے حصّہ لیتے ہیں۔ ایک متعصب ہندو مثنوی مولوی رُوم رحمۃ اللہ علیہ پڑھ کر سُرُور حاصل کرتا تھا۔ حالانکہ وہ دشمنِ اسلام تھا۔ کیا تم سانپ کو پاکباز مانو گے جو بانسری سن کر سرور میں آجاتا ہے۔ یا اونٹ کو خدا رسیدہ قرار دو گے جو خوش الحانی سے نشہ میں آجاتا ہے۔ سچائی کا کمال جس سے خدا خوش ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنی وفاداری دکھائے۔ ایسے انسان کا تھوڑا عمل بھی دوسرے کے بہت عمل سے بہتر ہے۔"

" انسان دوسرے شخص کی دل کی بات معلوم نہیں کر سکتا اور اس کے قلب کے مخفی گوشوں تک اس کی نظر نہیں پہنچ سکتی۔ اس لیے دوسرے شخص کی نسبت جلدی سے کوئی رائے نہ لگائے۔ بلکہ صبر سے انتظار کرے۔ ایک شخص کا ذکر ہے کہ اس نے خدا تعالیٰ سے عہد کیا کہ میں سب کو اپنے سے بہتر سمجھوں گا اور کسی کو اپنے سے کم تر خیال نہیں کروں گا۔ اپنے محبوب کو راضی کرنے کیلئے انسان ایسی تجویزیں سوچتے رہتے ہیں۔ ایک دن اس نے ایک دریا کے پل کے پاس جہاں سے بہت آدمی گزر رہے تھے ایک شخص بیٹھا ہوا دیکھا۔ اور اسکے پہلو میں ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک بوتل اس شخص کے ہاتھ میں تھی۔ آپ پیتا تھا۔ اور اس عورت کو بھی پلاتا تھا اس نے اس پر بدظنی کی اور خیال کیا کہ میں اس بے حیا سے تو ضرور بہتر ہوں۔ اتنے میں ایک کشتی آئی معہ سواریوں کے ڈوب گئی۔ وہی شخص جو عورت کے پاس بیٹھا تھا۔ دریا میں سے سوائے ایک کے سب کو نکال لایا اور اس بدظن سے کہا۔ تو مجھ پر بدظنی کرتا تھا۔ سب کو میں نکال لایا ہوں ایک کو تو نکال لا۔ خدا نے مجھے تیرے امتحان کے لیے بھیجا تھا۔ اور تیرے دل کے ارادہ سے مجھے اطلاع دی۔ یہ عورت میری والدہ ہے۔ اور بوتل میں شراب نہیں دریا کا پانی ہے۔

عرض انسان دوسرے کی نسبت جلد رائے نہ لگائے۔"

(ملفوظات جلد دوم صہ ۴۹-۲۴۷)

• خاکسار کے بڑے بھائی مکرم انیس احمد صاحب آفیسر حبیب بنک لمیٹڈ فیصل آباد ایک لمبے عرصہ سے ریڑھ کی ہڈی کی تکلیف سے بیمار ہیں۔ آجکل تکلیف زیادہ شدت اختیار کر گئی ہے اور وہ گذشتہ پندرہ یوم سے صاحب فراش ہیں۔ حرکت کرنا مشکل ہے۔

احباب کرام۔ بزرگان سلسلہ سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ شافی مطلق اپنے فضل سے شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے اور جملہ پریشانیوں سے نجات دلائے۔ لئیق احمد عابد واقف زندگی

• میری والدہ محترمہ پھیپھڑوں میں سوزش کی وجہ سے تکلیف میں ہیں احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

عبدالماجد خوشنولیس۔ ربوہ

انجینئرنگ یونیورسٹی کے طلبا متوجہ ہوں

جن احمدی دوستوں کا داخلہ اس مرتبہ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں ہوا ہے۔ ان سے گذارش ہے کہ وہ راہنمائی کیلئے مندرجہ ذیل کمروں سے رابطہ کریں:-

(۱) محمد زکریا کمرہ ۴۷ قاسم ہال
(۲) فہیم احمد کمرہ ۲۶ قاسم ہال
(۳) نصیرالدین صادق کمرہ ۱۷۴ قائداعظم ہال

سید احمد رضوان
طالب علم انجینئرنگ یونیورسٹی

برے آدمی سے نفرت نہ کریں اس کی برائی سے نفرت کریں۔ اور پیار اور محبت کے ساتھ اس کی برائی کو دور کریں۔ اس پر غصہ کا اظہار ہرگز نہ کریں اس کے لئے اپنے دل میں درد پیدا کریں۔ یہی اصلاح کا بہترین طریق ہے۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر مسعود احمد، پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ۔ قیمت: ایک روپیہ ۵۰ پیسے

۱۲ر تبلیغ ۱۳۶۸ ہش ۱۲ر فروری ۱۹۸۹ء

مالی بے راہ روی

دنیا میں برائیاں تو بہت سی ہیں اور اسی لئے حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا ہے کہ برائیوں کا سیلاب آیا ہوا ہے۔ لیکن برائیوں کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ کچھ غریبوں میں موجود ہیں اور کچھ امیروں میں۔ البتہ ایک برائی ایسی ہے جو غریبوں میں بھی ہے اور امیروں میں بھی ہے۔ اور وہ ہے مالی بے راہ روی۔ غریب کے پاس روپیہ کم ہے اور بعض اوقات یہی بات اسے مالی بے راہ روی کی طرف لے جاتی ہے۔ امیر کے پاس روپیہ زیادہ ہے لیکن زیادہ سے اور زیادہ کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے اور اس لئے ان میں بھی مالی بے راہ روی موجود ہے گویا کہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مالی بے راہ روی ایک ایسی برائی ہے جو باقی تمام برائیوں سے وسعت میں زیادہ ہے نہ غریب اس سے محفوظ نہ امیر اس سے مبرّا۔ روپیہ ہے ہی ایسی چیز کہ کم ہے تو اور چاہیئے۔ زیادہ ہے تو اور زیادہ درکار ہے۔ اس بے راہ روی پر قابو پانے کے لئے سب سے اہم بات قناعت ہے آپ کے پاس کتنا ہے اس سے غرض نہیں جو کچھ بھی آپ کے پاس ہے آپ اس سے مطمئن رہیں اور اگر یہ سوچا جائے کہ دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں جس سے کمتر کوئی نہ ہو تو یقیناً قناعت کی طرف ہمیں اپنا رخ موڑنا آسان ہو جائے۔ لیکن قناعت پیدا کس طرح کی جائے کیا یونہی بیٹھے بٹھائے انسان یہ سمجھنے لگے کہ میرے پاس جو کچھ بھی ہے میرے لئے کافی ہے شائد ایسا بھی ہوتا ہو لیکن قناعت کا اصل منبع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس نے ہر شخص کو الگ الگ مقدار میں مال دے رکھا ہے۔ لیکن اسے یہ نہیں کہا کہ اس سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے اگر یہ بات ہوتی تو قناعت کا لفظ کسی شخص کی بھی تسلّی نہ کر سکتا۔ کہا خدا نے یہ ہے کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے اس پر راضی رہو اور اپنی استعداد کے دائرے کو مکمل کرنے کی کوشش کرتے رہو یہی بات امیروں کے کام آنے والی ہے جو کچھ تمہارے پاس ہے

(باقی صفحہ ۵ پر)

ہم پہ تیری شفقتوں کے سائے ہیں
ہم تو جان و مال لے کر آئے ہیں
تیری اک نظرِ کرم، کون و مکاں
ہم دریدہ دامنِ دل لائے ہیں

—— ابوالاقبال

نئی زمین نیا آسمان پیدا کر

نئی زمین نیا آسمان پیدا کر
تو لامکان میں اپنا مکان پیدا کر

خدا نے تجھ کو حقیقت شناس دل بخشا
تُو جان دے کے نئی اپنی جان پیدا کر

زمیں پہ تنگ زمانے کی گردشوں سے نہ ہو
تو اپنے واسطے اور آسمان پیدا کر

خطا نہ ہو وہ نشانے پہ ٹھیک جا بیٹھے
دعا کے تیر کی ایسی کمان پیدا کر

نہ دھار کند ہو بس کاٹتا چلا جائے
وہ خنجر اور وہ سنگِ فسان پیدا کر

جو لفظ منہ سے ترے نکلے دل میں گڑ جائے
خلوص و صدق سے ایسی زبان پیدا کر

خدا کی راہ میں دینے سے نفع ملتا ہے
جتا کے فخر نہ اس میں زیان پیدا کر

بہت بلند ہے قصرِ رفیع دوست اگر
نہ ہار حوصلہ اِک نردبان پیدا کر

شریکِ بادہ و ساغر نہ ہو سکا اکمل
نگاہِ یار میں جچنے کی شان پیدا کر

—— ★ قاضی محمد ظہور الدین اکملؔ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

انٹرویو:

وقفِ جدید

خاموش طبع ۔ مرنجاں مرنج اور محتاط گفتگو کرنے والے چوہدری اللہ بخش صادق صاحب میرے سامنے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ اپنا مختصر تعارف کروادیں۔ کہنے لگے اس کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے عرض کیا کہ پتہ تو چلے کہ انٹرویو دینے والا کون ہے۔ ان کا انکار جاری رہا۔ اس پر مجھے یاد آیا کہ ایک بار جبکہ موصوف ہالینڈ میں تھے تو ایک اخبار والے نے ان کا انٹرویو شائع کرنے کے بعد ان کی تصویر کے نیچے یہ کیپشن جمایا تھا۔

"انتہائی محتاط آدمی"

محترم اللہ بخش صاحب اسوقت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے معتمد کے عہدے پر سالہا سال متمکن رہنے کے بعد ہالینڈ گئے تھے اور واپس آنے کے تھوڑی دیر بعد قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ ثالث حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے سیکرٹری نصرت جہاں بنایا۔ بعد ازاں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ نے انہیں ناظم ارشاد وقف جدید مقرر فرما دیا۔ اس دوران کئی سال یہ زعیم اعلیٰ انصار اللہ مقامی ربوہ رہے اور آج کل ایک اضافی ذمہ داری ناظر خدمتِ درویشاں کی بھی ان کے سپرد ہے خیر تعارف کو چھوڑیں۔ اس میں کیا رکھا ہے۔

اللہ بخش صاحب بحیثیت ناظم ارشاد و ناظم مال وقف جدید نے اپنے ادارے کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ یہ تحریک جو حضرت فضل عمر کی زندگی کی آخری تحریک تھی۔ حضور نے ۱۹۵۸ء میں جاری کی اور اس پر شدت سے زور دیا اور فرمایا کہ یہ انتہائی دور رس نتائج کی حامل تحریک ہوگی چنانچہ اس کی مالی تحریک کے بارے میں ایک بار حضور نے اس عزم کا اظہار کیا کہ اگر مجھے اپنے مکان اور گھر کا سامان بھی بیچنا پڑا تو میں اس تحریک کے لئے بیچ دونگا۔

ناظم ارشاد صاحب نے بتایا کہ اس تحریک کے ذریعے واقف زندگی معلمین کو مناسب تربیت کے بعد دیہاتی علاقوں میں بھجوایا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ تحریک اتنی کامیاب ثابت ہوتی رہی ہے کہ ایک بار قدرتِ ثانیہ کے مظہر ثالث حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ کئی معلمین وقف جدید مربیان سے بھی بڑھ کر کامیابیاں حاصل کرتے ہیں۔ اس وقت ۰۰ کے قریب معلمین پاکستان کے مختلف علاقوں میں خدمات بجالا رہے ہیں۔

اس تحریک کو ۱۹۸۶ء میں عالمی حیثیت دے دی گئی۔ بسردست عالمی سطح پر یہ تحریک صرف مالی رنگ میں۔ عملی تربیت کے بارے میں حال ہی میں حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا ہے کہ یورپ افریقہ میں بھی بچوں کی تربیت کے لئے اس تحریک سے جلد کام لیا جائے گا۔

بھارت میں گزشتہ چند سال سے شدھی کی تحریک کا جو مقابلہ کیا جا رہا ہے یہ وقف جدید کا ایک نہایت اہم کام اور کارنامہ ہے۔ وقف جدید کے جانباز معلم دیہاتوں میں جا جا کر لوگوں کو توحید کا پیغام دیتے اور ان کو دین حق میں واپس لاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ تحریک نہایت کامیابی سے اور خاموشی سے جاری ہے اور جیسا کہ ایک بار حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس تحریک کی اصل کامیابی یہ ہے کہ یہ اپنے مقصد میں بھی کامیاب ہو رہے ہیں اور کسی بھی جگہ نہ تو فساد پیدا ہوا نہ تلخی ہوئی اور نہ کوئی امنِ عامہ کا مسئلہ پیدا ہوا۔ بلاشبہ اسوقت بھارت میں شدھی کے محاذ پر وقفِ جدید کی کامیابیاں حیرت انگیز ہیں۔ بھارت ہی میں ایک اور قابل تعریف کامیابی وقف جدید کو یہ حاصل ہوئی ہے کہ قادیان کے اطراف کے دیہات میں اس تحریک کے سرفروش معلمین کی کوششوں سے ایک بڑی تعداد میں نئی جماعتیں قائم ہوگئی ہیں اور یہ سلسلہ خدا کے فضل سے مسلسل جاری ہے۔

پاکستان کے اندر وقف جدید نے جو خاص کامیابی حاصل کی ہے اور جو بلاوجہ نہ صرف وقف جدید کی تاریخ میں بلکہ جماعت احمدیہ کی من حیث المجموع تاریخ میں آبِ زر سے لکھی جانے کی مستحق ہے یہ ہے کہ تھرپارکر کے بے آب وگیاہ علاقے میں گزشتہ ربع صدی سے زائد کی کوششوں سے بے شمار ہندوؤں کو توحید کی دولت سے مالا مال کر دیا ہے۔ اس علاقے میں وقفِ جدید کی کامیابیاں ایک مضمون سے بہت زائد جگہ چاہتی ہے؟

مختصر یہ ہے کہ یہ علاقے ریگستان اور بے آب وگیاہ علاقے کا منظر پیش کرتے ہیں اس علاقے میں پانی کی شدید قلت ہے۔ اور جو پانی ملتا بھی ہے اس کے بارے میں ایک بار حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اس پانی کو پینا بھی قربانی ہے۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ چند سال قبل اس علاقے میں خشک سالی کی وجہ سے قحط پڑ گیا تھا۔ آبادی نقل مکانی کر کے دوسری جگہوں پر منتقل ہو گئی۔ جو لوگ اس علاقے میں شدید مشکل حالات میں مقیم رہے۔ ان میں احمدی معلمین وقف جدید بھی تھے۔ اور مقامی لوگوں نے برملا اس امر کا اعتراف کیا کہ جس وقت ہمیں سب لوگ چھوڑ گئے اس وقت ہمارے پاس اگر کوئی رہا تو یہ معلمین وقف جدید تھے۔

اس علاقے میں جدید تہذیب و تمدن اور آج کی دنیا کی سہولتوں کی عدم دستیابی کا یہ عالم ہے کہ اس علاقے میں کوئی بس یا ویگن بھی نہیں جاتی اور آمد و رفت کا ذریعہ ناکارہ اور پرانے فوجی ٹرک ہوتے ہیں جنکو اس علاقے کی زبان میں کیکڑا کہا جاتا ہے۔ اس میں انسان جانور اجناس اس طرح ٹھنسے اور لٹکے ہوئے ہوتے ہیں کہ ان کو دیکھ کر ہی رحم آتا ہے۔ یہ ٹرک نما سواری جب چلتی ہے تو گرد و غبار کا ایک طوفان سواریوں کو اپنی آغوش میں لے لیتا ہے۔ ایسی سواری پر سوار ہونا کون سفید کپڑوں والا پسند کرے گا۔ لہذا کوئی معزز آدمی اس سینکڑوں میل کے رقبے میں پھیلے ہوئے علاقے کا رخ بھی نہیں کرتا۔ ہاں قربانی کے جذبہ سے سرشار احمدی معلمین آئے دن ان علاقوں میں سفر کرتے رہتے ہیں۔

اس علاقے میں غربت اور بے چارگی کا یہ عالم ہے کہ رہائش کے لئے پکے مکان تو کسی کے خواب میں بھی نہیں آسکتے۔ کچے مکان بھی نہیں ہیں اور عام لوگ گھاس پھونس سے بنائی ہوئی جھونپڑیوں میں رہتے ہیں۔ ان کو مقامی زبان میں چوَرا کہا جاتا ہے۔ اس ضمن میں محترم اللہ بخش صادق صاحب نے ایک واقعہ سنایا کہ حال ہی میں ایک نوجوان واقف زندگی معلم اس علاقے میں تربیت و اصلاح کے لئے پہنچے تو انہوں نے تجویز پیش کی کہ معلمین کی رہائش کے لئے مکان بنائے جائیں۔ ایک عمر رسیدہ معلم نے جو سالہا سال سے اس علاقے میں سر ہتھیلی پر رکھے خدمات انجام دے رہے تھے۔ اس نوجوان کو بتایا کہ جب وہ پہلی بار اس علاقے میں آئے تو ان کو رات ایک درخت کے نیچے بسر کرنا پڑی اس دوران میں بارش بھی ہوتی رہی اور وہ خود اور ان کا سامان بھی بھیگتا رہا۔

وقف جدید کے معلمین کی قربانیوں کے نتیجے میں یہاں کے لوگوں کو توحید کی جو نعمت ملی ہے اس کے بارے میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک بار ایک نہایت ہی ایمان افروز واقعہ سنایا۔ اس علاقے کے ایک نو موحد شخص کو مخالفوں نے گھیر لیا اسے کہا کہ وہ توحید سے انکار کرے۔ اس نے استقامت دکھائی تو مخالفوں نے اس شخص کو چارپائی سے باندھ دیا اور کہا کہ ایندھن اکٹھا کر کے اس کی چارپائی کے نیچے آگ لگا دو۔ اور اس کو زندہ جلا کر راکھ کر دو۔

اس نو موحد شخص نے بڑی جرأت و استقامت سے کہا کہ مجھے بے شک جلا دو مگر میں توحید سے انکار نہیں کروں گا۔ محبت کا جو امرت وہ شخص پی چکا تھا اس نے اسے سرشار کر کے رکھ دیا تھا۔ اس کے روئیں روئیں سے یہی صدا نکل رہی تھی کہ

اس جہاں میں خواہشِ آزادگی بے سود ہے۔
اک تیری قیدِ محبت ہے جو کر دے رستگار

اس بے آب وگیاہ ریگستانی، ویران اور بنجر علاقے میں عشق و وفا کی ایسی کتنی ہی داستانیں رقم ہیں۔ پیار کے انمٹ نقوش ریت کے ذروں نے اپنے اندر جذب کر رکھے ہیں۔ یہاں معلمین وقف جدید کو وقف جدید کی طرف سے ہومیوپیتھی سکھا کر بھیجا جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی معمولی دواؤں میں اللہ تعالیٰ غیر معمولی تاثیر رکھ دیتا ہے اور یہ علاقہ ہومیوپیتھی کے احمدی معلمین کے معجزوں کے لئے بھی حیرت پا چکا ہے۔ اس ضمن میں قریباً ہر معلم کو آئے دن اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نتیجے میں ایمان افروز واقعات پیش آتے رہتے ہیں جو ایک احمدی کے اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان کو اور قوی کرتے رہتے ہیں۔ اور مولیٰ کریم کی حقیقی محبت کی لذت سے سرشار کرتے رہتے ہیں۔

اس علاقے میں اب وقف جدید کے تحت مزید طبی سہولتوں کے منصوبے روبہ عمل لائے جا رہے ہیں۔ اور تعلیمی اداروں کا منصوبہ بھی زیر نظر ہے۔ اس علاقے کے ہندو جو ہندو جاگیرداروں کے کمی ہوا کرتے تھے توحید کی دولت سے سرشار ہونے کے بعد اب عزت نفس کے اونچے مقام پر فائز ہیں وہ اب بھی غریب ہیں مگر خوددار ہیں وہ اب بھی جھونپڑوں میں رہتے ہیں۔ مگر ان کو سکون اور خوشی کی وہ دولت نصیب ہے جو عالی شان محلوں کے ائرکنڈیشنڈ کمروں میں بسنے والوں کو نصیب نہیں۔

اے خدا! ان کو اپنی محبت میں بڑھاتا رہ۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ایمان افروز

ایک عظیم ماں کی آزمائش اور ثابت قدمی

فخر الحق شمس صاحب

بعض دفعہ دنیا میں کئی ایسے واقعات رونما ہو جاتے ہیں جو بظاہر تو عجیب و غریب اور ناقابل فہم ہوتے ہیں۔ لیکن علیم و حکیم خدا کی اس میں عجیب در عجیب حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ جب عقل انسانی سوچنے بیٹھتی ہے تو وہ واقعات اس کی سمجھ میں آنے لگتے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالےٰ اپنے بعض مقرب بندوں کو آزماتا ہے وہ یہ دیکھتا ہے کہ اس کے بندے کو اس سے کتنی محبت ہے آیا وہ اس کے ساتھ کسی دوسری ذات کو تو شریک نہیں ٹھہراتا۔ جب اس کا بندہ امتحان میں کامیاب ہوتا ہے، ابتلا سے بخیر و خوبی نکل آتا ہے تب خدا تعالےٰ اپنے فضل سے انعام کے طور پر اس پر اپنے انوار و برکات کی بارش کر دیتا ہے اور اپنے فضلوں سے نوازتا چلا جاتا ہے۔

کچھ اسی قسم کی آزمائش حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی والدہ صاحبہ کی ہوئی۔ حضرت چوہدری صاحب سے پہلے ان کے پانچ بچے فوت ہو گئے تھے۔ ہر بچہ کی وفات ان کے ایمان کی آزمائش بن گئی۔ لیکن آفرین ہے اس ماں پہ جو ہر موقع پر ثابت قدم رہی اور ہلکا سا شرک کا شائبہ تک بھی اپنے پاس پھٹکنے نہ دیا تب خدا تعالےٰ نے انعام کے طور پر انکو وہ بچہ عطا فرمایا جس کو عالمی شہرت نصیب ہوئی اور جس نے عالمی عدالت میں بحیثیت جج کے کرسی سنبھالی جس کی عقل و فہم و دانائی کی پوری دنیا قائل ہو گئی۔

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب کی پیدائش ان کی والدہ صاحبہ کے ہاں پانچ بچوں کی وفات کے بعد ہوئی۔ اور یہ شرک کی بد رسومات سے بچنے کا ہی انعام تھا جو خدا تعالےٰ نے حضرت چوہدری صاحب کی صورت میں آپ کو عنایت فرمایا۔

حضرت چوہدری صاحب اپنی کتاب "میری والدہ" میں اپنی والدہ صاحبہ سے سنے ہوئے واقعات یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"میری پیدائش سے قبل میرے والدین کے پانچ بچے فوت ہو چکے تھے ...... ان میں سے ہر ایک بچہ کی وفات میری والدہ صاحبہ کے لئے ایک امتحان بن گئی۔ جن میں ان کے ایمان کی پوری پوری آزمائش کی گئی۔ لیکن وہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کے رحم سے ہر موقعہ پر ثابت قدم رہیں۔ اور کسی وقت بھی ان کے قدم جادۂ صدق سے ادھر ادھر نہیں بھٹکے۔ تفصیل تو ان واقعات کی بہت لمبی ہے۔ اختصار کے ساتھ دو تین واقعات بطور مثال کے بیان کر دیتا ہوں۔ جن سے اس امتحان کی نوعیت اور والدہ صاحبہ کے صدق اور ایمان کی وضاحت ہو جائے گی۔

ہمارے سب سے بڑے بھائی کا نام بھی ظفر ہی تھا۔ والدہ صاحبہ ان سب بچوں میں سے ظفر اور رفیق کا نہایت محبت کے ساتھ ذکر فرمایا کرتی تھیں اور ان کی خوش شکلی کی بہت تعریف کیا کرتی تھیں۔ ظفر ابھی چند ماہ کا ہی تھا کہ والدہ صاحبہ کو داتہ زید کا جانے کا اتفاق ہوا۔ ان کے گاؤں میں ایک بیوہ عورت جے دیوی نام کی تھی۔ جسے لوگوں نے چڑیل یا ڈائن مشہور کر رکھا تھا۔ اور وہ بھی اس شہرت یا بدنامی کا فائدہ اٹھا لیا کرتی تھی۔ اس موقع پر وہ والدہ صاحبہ سے ملنے کے لئے آئی اور ان سے کچھ پارچات اور کچھ رسد اس رنگ میں طلب کی جس سے یہ مترشح ہوتا تھا کہ گویا یہ چیزیں ظفر پر سے بلا ٹالنے کے لئے ہیں۔

والدہ صاحبہ نے جواب دیا کہ تم ایک مسکین بیوہ عورت ہو۔ اگر تم صدقہ یا خیرات کے طور پر کچھ طلب کرو۔ تو میں خوشی سے اپنی توفیق کے مطابق تمہیں دینے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن میں چڑیلوں اور ڈائنوں کی ماننے والی نہیں میں صرف اللہ تعالےٰ کو موت اور حیات کا مالک مانتی ہوں اور کسی کا ان معاملات میں اختیار تسلیم نہیں کرتی۔ ایسی باتوں کو میں شرک سمجھتی ہوں اور ان سے نفرت کرتی ہوں۔ اس لئے اس بنا پر میں تمہیں کچھ دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔

جے دیوی نے جواب میں کہا کہ اچھا تم سوچ لو۔ اگر بچے کی زندگی چاہتی ہو تو میرا سوال تمہیں پورا ہی کرنا پڑے گا۔

چند دن بعد والدہ صاحبہ ظفر کو غسل دے رہی تھیں کہ پھر جے دیوی آ گئی اور بچے کی طرف اشارہ کر کے دریافت کیا:۔

"اچھا یہی ساہی واجہ ہے"۔

والدہ صاحبہ نے جواب دیا:۔ "ہاں یہی ہے"۔

جے دیوی نے پھر وہی اشیاء طلب کیں۔ والدہ صاحبہ نے پھر وہی جواب دیا جو پہلے موقع پر دیا تھا۔ اس پر جے دیوی نے کچھ برہم ہو کر کہا:۔

"اچھا اگر بچے کو زندہ لے کر گھر لوٹیں تو سمجھ لینا کہ میں جھوٹ کہتی تھی"۔

والدہ صاحبہ نے جواب دیا۔ "جیسے خدا تعالےٰ کی مرضی ہو گی وہی ہو گا"۔

والدہ صاحبہ فرمایا کرتی تھیں کہ ابھی جے دیوی مکان کی ڈیوڑھی تک بھی نہ پہنچی ہو گی کہ غسل کے درمیان ہی ظفر کو خون کی قے ہوئی اور خون ہی کی اجابت ہو گئی۔ چند منٹوں میں بچے کی حالت دگرگوں ہو گئی۔ اور چند گھنٹوں کے بعد وہ فوت ہو گیا۔ والدہ صاحبہ نے خدا تعالےٰ کے حضور میں عرض کی یا اللہ تو نے ہی دیا تھا اور تو نے ہی لے لیا۔ میں تیری رضا پر شاکر ہوں۔ اب تو ہی مجھے صبر عطا کیجو۔ اس کے بعد خالی گود ڈسکہ واپس آ گئیں۔

پھر کچھ عرصہ بعد رفیق پیدا ہوا۔ ظفر سے بھی زیادہ پیارا اور خوش شکل میرے دادا صاحب نے والدہ صاحبہ سے فرمایا کہ جب تک یہ بچہ چلنے پھرنے لگے اور آپ سے الگ رہنے کے قابل نہ ہو جائے آپ کو داتا زید کا جانے نہ دیں گے۔

رفیق قریباً دو سال کا ہو گیا اور والدہ صاحبہ اس عرصہ میں ڈسکہ میں ہی مقیم رہیں پھر ان کے خاندان میں کوئی وفات ہو گئی اور مجبوراً انہیں داتا زید کا جانا پڑا میرے دادا صاحب نے صرف ایک ہفتہ یا دس دن وہاں ٹھہرنے کی اجازت دی بلکہ پہلے تو فرمایا کہ رفیق کو ڈسکہ ہی چھوڑ جائیں۔ لیکن یہ والدہ صاحبہ کو منظور نہ ہوا۔

داتا زید کا پہنچنے کے ایک آدھ دن بعد پھر جے دیوی آئی اور اس نے اپنا پرانا مطالبہ پیش کیا اور والدہ صاحبہ نے پھر وہی جواب دیا۔ اس موقعہ پر میرے نانا صاحب نے بھی اصرار کیا کہ آخر اتنی کون سی بڑی بات ہے چند روپوں کا معاملہ ہے جو کچھ یہ مانگتی ہے اسے دے دو اور اگر تمہیں کوئی عذر ہے تو ہم دے دیتے ہیں۔

والدہ صاحبہ نے جواب دیا کہ یہ چند روپوں کا معاملہ نہیں۔ یہ میرے ایمان کا امتحان ہے کیا یہ میں تسلیم کر لوں کہ میرے بچے کی زندگی اس عورت کے اختیار میں ہے؟ یہ تو کھلا شرک ہے اگر میرے بیٹے کو خدا تعالےٰ زندگی دے گا تو یہ زندہ رہے گا۔ اور اگر وہ اسے زندگی عطا نہیں کرے گا تو کوئی اور ہستی اسے زندہ نہیں رکھ سکتی۔ میں تو اپنے ایمان کو شک میں ہرگز نہیں ڈالوں گی۔ بچہ زندہ رہے یا نہ رہے۔

دو چار روز بعد والدہ صاحبہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے گاؤں کی ایک عورت شکایت کر رہی ہے کہ اس کے بچہ کا کلیجہ جے دیوی نے نکال لیا۔ اور کسی نے اس سے باز پرس نہیں کی۔ اگر کسی صاحب اقتدار کے ساتھ ایسا سلوک ہوتا تو وہ جے دیوی کو ذلیل کر کے گاؤں سے نکال دیتے۔ والدہ صاحبہ نے خواب میں ہی جواب دیا کہ موت اور حیات تو خدا تعالےٰ کے اختیار میں ہے جے دیوی کا اس میں کچھ واسطہ نہیں۔ میرے بچے کے ساتھ بھی تو بظاہر ایسا ہی واقعہ ہوا تھا۔ لیکن ہم نے تو جے دیوی کو کچھ نہیں کہا۔

والدہ صاحبہ فرمایا کرتی تھیں کہ میرا یہ کہنا ہی تھا کہ خواب میں میں نے دیکھا کہ گویا ایک طرف سے کوئی کھڑکی کھولی گئی ہے اور اس میں سے جے دیوی کا چہرہ نظر آیا اور مجھے مخاطب کر کے جے دیوی نے کہا۔

"اچھا اب کی بار بھی اگر بچے کو زندہ واپس لے گئیں تو مجھے کھتری کی بیٹی نہ کہنا۔ چوہڑے کی بیٹی کہنا"۔

والدہ صاحبہ کی دہشت سے آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ چراغ گل ہو چکا ہے۔ والدہ صاحبہ کی عادت تھی کہ وہ اپنے سونے کے کمرے میں ضرور روشنی رکھا کرتی تھیں۔ اور فرمایا کرتی تھیں کہ جب بھی خواب میں جے دیوی نظر آیا کرتی تھی تو آنکھ کھلنے پر ہمیشہ کمرہ اندھیرا ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ والدہ صاحبہ نے میری نانی صاحبہ کو آواز دی جو اسی کمرہ میں سو رہی تھیں انہوں نے چراغ روشن کیا اور روشنی ہونے پر والدہ صاحبہ نے دیکھا کہ رفیق نے خون کی قے کی ہے اور ساتھ ہی اسے خون کی اجابت بھی ہوئی ہے اور نیم مردہ سا ہو گیا ہے۔ چنانچہ یہ بہت گھبرائیں۔ اس خیال سے کہ اس کے دادا تو اسے آنے ہی نہیں دیتے تھے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اوراب اگر ظفر کی طرح یہ بھی یہیں فوت ہو گیا تو میرا تو ڈسکہ میں کوئی ٹھکانہ نہیں۔

چنانچہ انہوں نے اصرار کیا کہ ابھی سواری کا انتظام کیا جائے۔ میں فوراً بچہ کو لے کر ڈسکہ جاتی ہوں۔ سحری کا وقت تھا فوراً دو سواریوں کا انتظام کیا گیا اور والدہ صاحبہ اور نانی صاحبہ دو خادموں کے ساتھ رفیق کو اسی حالت میں لے کر داتا زید کا سے روانہ ہو گئیں۔

جب کچھ روشنی ہونی شروع ہوئی تو والدہ صاحبہ نے دیکھا کہ رفیق بالکل مردہ سا ہو رہا ہے اور بظاہر زندگی کے آثار باقی نہیں ہیں۔ فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے سمجھ لیا کہ اس کی موت کا وقت آچکا ہے لیکن ساتھ ہی مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ قضا کو بھی ٹال دینے پر قادر ہے چنانچہ میں نے گھوڑے کی باگ اس کی گردن پر ڈال دی اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا شروع کی کہ یا اللہ تو جانتا ہے کہ مجھے اس بچے کی جان کی فکر نہیں اگر تیری رضا اس کو بلا لینے میں ہی ہے تو میں تیری رضا کو خوشی سے قبول کرتی ہوں۔ لیکن مجھے اپنی آبرو کی فکر ہے۔ اگر یہ بچہ آج فوت ہو گیا تو میرا ڈسکہ میں کوئی ٹھکانہ نہیں۔ تو ہی زندگی اور موت کا مالک ہے تو میری زاری کو سن اور اس بچہ کو دس دن کی اور مہلت عطا فرما۔ تاکہ اس کے دادا اسے ہنستا کھیلتا دیکھ لیں۔ دس دن کے بعد پھر تو اسے بلا لیجو۔ میں اس کی وفات پر اُف بھی نہ کروں گی۔

فرمایا کرتی تھیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ کتنا عرصہ میں نے یوں دعا کی۔ لیکن میں ابھی دعا ہی کر رہی تھی کہ رفیق نے میرے دوپٹے کو کھینچا اور تندرستی کی آواز میں مجھے پکارا "بے بے" اور میں نے دیکھا کہ وہ بالکل تندرست حالت میں میری گود میں کھیل رہا ہے۔ تب مجھے یقین ہو گیا کہ میرے مولا نے میری دعا سن لی ہے اور میرا دل اس کے شکر سے معمور ہو گیا۔

ڈسکہ پہنچے تو میرے دادا صاحب بہت خوش ہوئے کہ یہ لوگ وعدہ سے پہلے ہی واپس آگئے۔ پوتے کو گود میں لیا۔ اور پیار کیا اور ہنسی ہنسی اس سے باتیں کرتے رہے اور اس طرح دن گذرتے گئے۔

والدہ صاحبہ فرمایا کرتی تھیں کہ میں دادا پوتے کو خوش خوش دیکھ کر مسکرایا کرتی تھی کہ رفیق تو نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت ہنس رہی اور مسکرا رہی ہے۔ رفیق تو خدا تعالیٰ کی نذر ہو چکا ہوا ہے۔ چنانچہ پورے دس دن گذرنے پر رفیق پر کھیلتے کھیلتے وہی حالت وارد ہو گئی جو داتا زید کا میں ہوئی تھی۔ اُسی طرح اسے خون آیا اور چند گھنٹوں میں وہ اپنے مولا کے پاس چلا گیا۔ میری والدہ کی گود پھر خالی ہو گئی۔ لیکن پھر انہوں نے خوشی خوشی اللہ تعالیٰ کی رضا کو قبول کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ کہ تو نے ایک عاجز انسان کی زاری پر اس کے حال پہ رحم فرمایا۔ اور اس کی آبرو کی حفاظت کی۔

میری پیدائش ۶، فروری ۱۸۹۳ء کو بمقام سیالکوٹ ہوئی۔ اس سے پہلی رات والدہ صاحبہ نے پھر جے دیوی کو خواب میں دیکھا اس نے انہیں بتایا کہ فلاں وقت لڑکا پیدا ہو گا لیکن ساتھ ہی کہا کہ بعض احتیاطیں ضروری ہیں ایک تو یہ کہ پیدا ہوتے ہی لڑکے کی ناک چھید دینا اور اونٹ کا بال چھید میں ڈال دینا۔ دوسرے ایک چراغ آٹے اور گھی اور ہلدی کا بنا کر رات اپنے مکان کی سب سے اوپر کی منزل کی چھت کے اُس کونے پر جہاں چیل بیٹھا کرتی ہے جلا دینا۔

یہ خواب والدہ صاحبہ نے والد صاحب کو سنا دی۔ عین اُسی وقت جو خواب میں بتلایا گیا تھا۔ میری پیدائش ہوئی۔ اور والدہ صاحبہ فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے دیکھا کہ تمہاری پھوپھی مبارک بی بی نے ایک چھوٹی سی پیالی میں سوئی تیار کر کے رکھی ہوئی ہے۔ جس میں دھاگے کی بجائے ایک بال ڈالا ہوا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ یہ آپ کی خواب کے مطابق اُونٹ کا بال منگوایا گیا ہے تاکہ بچے کی ناک اس سے چھید دی جائے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں تو ایسا ہرگز نہیں کرنے دوں گی پھوپھی صاحبہ نے کہا کہ بھائی جان (میرے والد صاحب) فرماتے تھے کہ کوئی حرج نہیں۔ جیسے خواب میں کہا گیا ہے ویسے کر دیا جائے اور ایک چراغ بھی آٹے گھی اور ہلدی کا بنا لیا گیا ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا یہ سب مشرکانہ باتیں ہیں۔ میں ہرگز ایسا کرنے کی اجازت نہ دوں گی میرے بچے کو اگر خدا تعالیٰ زندگی دے گا تو بچ رہے گا میں اپنا ایمان ہرگز ضائع نہیں کروں گی۔ چنانچہ اُونٹ کا بال اور چراغ دونوں پھینک دیئے گئے اور میری والدہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنا ایمان پھر محفوظ رکھا۔

جے دیوی نے کافی لمبی عمر پائی۔ لیکن بیچاری کی زندگی مصیبت ہی میں گذری۔ لوگوں نے چڑیل مشہور کر رکھا تھا۔ اس لئے اکثر لوگ اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور جب وہ ضعیف ہو گئی تو کھانے پینے کو بھی محتاج ہو گئی۔ اور کوئی شخص حتی الوسع اس کے نزدیک نہیں جاتا تھا۔ حتیٰ کہ اس کی آخری بیماری میں اسے پانی پلانے والا بھی کوئی نہیں ملتا تھا۔ اور وہ کچھ دن بہت تکلیف اور کرب کی حالت میں تڑپتی رہی۔ آخر اس نے اپنی چارپائی کو آگ لگا دی اور اسی آگ میں جل کر مر گئی!!

جاپانی زبان کے مقابلہ میں ایک احمدی اوّل رہا

جاپان کلچرل سنٹر، قونصلیٹ جنرل آف جاپان کراچی کے زیر اہتمام کراچی کے شیرٹن ہوٹل میں منعقدہ ایک تقریری مقابلے میں جماعت احمدیہ کے ایک مربی مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب نے ایڈوانس لیول کے مقابلے میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔ اس مقابلے میں جاپانی زبان کے مختلف کورسز میں حصہ لینے والے افراد نے حصہ لیا۔ مسٹر کیچی اِتاباشی صاحب قونصل جنرل آف پاکستان نے تقسیم انعامات کی تقریب سے خطاب کیا اور انعامات تقسیم فرمائے۔

تصویر میں مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب جاپانی انداز میں جھک کر انعام وصول کر رہے ہیں

بقیہ : اداریہ

اس سے آگے بڑھنے کے لئے اپنی استعداد کے دائرے کو مکمل کرو۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اپنی استعداد کے دائرے کو یہ نہیں کہ دوسروں کی استعداد کو۔ اپنے کھاتے میں ڈال لیا جائے۔

مالی بے راہ روی سے مالی نظام تو بگڑتا ہی ہے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اخلاقی نظام بھی تہ و بالا ہو جاتا ہے اور اخلاقی نظام تہ و بالا ہو جائے تو زندگی کا کوئی شعبہ بھی محفوظ نہیں رہتا۔ آیئے ہم اس کی طرف توجہ دیں اور بھرپور توجہ دیں خود مالی بے راہ روی سے بچیں اور دوسروں کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

احباب جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ۳ر اپریل ۱۹۸۷ء کے بعد پیدا ہونے والے بچوں کو وقفِ نو میں پیش کریں۔

وکیل الدیوان

کیا ہمیں معلوم ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بعض باتوں کے متعلق فرمایا کہ جو یہ کرے گا مری جماعت میں شمار نہیں ہو گا۔ کیا ہم جانتے ہیں کہ وہ کیا باتیں ہیں۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

میرا وطن

کشمیر جنت نظیر

مکرم بشیر احمد مرزا صاحب چکوال

کشمیر خطۂ جنت نظیر ہے۔ کسی دیدہ ور نے اس کی مدح میں کیا ہی خوب کہا ہے۔

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمیں است وہمیں است وہمیں است

اس میں کوئی مبالغہ نہیں یہ ایک حقیقت ہے جس کا انکار ممکن نہیں۔ اگر آپ موسم بہار میں کشمیر کی سیر کے لیئے جائیں تو دیکھیں گے کہ اس خطۂ ارضی کے کھیتوں اور میدانوں میں جنگلوں اور کوہساروں میں۔ وادیوں اور پہاڑوں میں۔ ندی نالوں اور آبشاروں کے کناروں اور گوشوں میں ان گنت رنگ برنگے اور نوع بنوع پھول ہی پھول بکھرے نظر آتے ہیں۔ اور ایسے لگتا ہے کہ ہمارا محبوب وطن کشمیر ایک حسین وجمیل عروسانہ لباس فاخرہ میں ملبوس ہے۔ اگر ایک پہاڑ پر کھڑے ہوکر دوسرے سرسبز و شاداب پہاڑ کے دامن میں نظر ڈالیں تو پھولوں سے لدی ہوئی حد نگاہ تک پھیلی ہوئی پھلواڑیاں کسی پرستان یا کسی پرشکوہ شہنشاہ کے آراستہ وپیراستہ دربار شاہی کا سماں پیش کرتی ہیں۔ انکے گردو پیش اور وسط میں مخصوص درختوں پر برنگ گل لالہ کھلے ہوئے بڑے بڑے پھول ان رنگین قمقموں کا گماں پیدا کرتے ہیں جو کسی عالیشان قصر شاہی کی زیب وزینت اور آرائش کے لیئے ترتیب وتنظیم سے خوشنما ستونوں پر آویزاں کیئے گئے ہوں

سرزمین کشمیر کی خصوصیات۔ خطۂ جنت نظیر کی مٹی بے حد زرخیز ہے۔ تھوڑی سی محنت کے نتیجہ میں بھی سونا اگلتی ہے۔ اور کثیر پیداوار دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس کے پہاڑ انواع واقسام کی قیمتی جڑی بوٹیوں اور بیش قیمت لکڑی کے جنگلات کی دولت سے مالا مال ہیں۔ ان پہاڑوں کے دامن میں جابجا شیریں و مصفا پانی کے بہتے ہوئے چشمے اور شفاف وبراق آبشاریں خالق ارض وسماء کی قدرت کے دلفریب شاہکار ہیں۔ ان پہاڑوں پر قدرتِ خداوندی نہایت فیاضی سے بارانِ رحمت برساتی ہے۔ ان کی چوٹیاں سال کے ہر حصے میں برف پوش رہتی ہیں۔ انہی چوٹیوں پر کئی کئی میل لمبی چوڑی دست قدرت کی بنائی ہوئی جھیلیں ہیں۔ جنکا پانی دریاؤں کی صورت میں بہہ کر ارض پاکستان کو سیراب اور سرسبز و شاداب کرتا ہے۔ اور گوناگوں فصلات اور باغات کو سینچ کر اس خداداد ارض پاکستان کو پر بہار کرتا ہے۔

لاریب میرے وطن عزیز کشمیر کے سربفلک پہاڑوں کی چوٹیوں پر خالق کائنات نے اپنی حکمت بالغہ سے یہ جھیلیں بنا کر پاکستان کے مکینوں کی بقاء اور ترقی کے لئے ان کے نشوونما اور رزق میں فراوانی کے لیئے بڑے بڑے آبی ذخائر تعمیر کرکے ان پر اپنا فضل عظیم کیا ہے۔ ورنہ پاکستان کے میدان صحرا ہی ہوتے اور تمام ذی روح ماہی بے آب کی طرح تڑپنے پر مجبور ہوتے۔

معدنیات۔ ارض کشمیر کو معدنیات کی دولت سے بھی خداوند عالم نے بڑی فیاضی سے نوازا ہے۔ نیلم تانبے اور کوئلے کی کانیں تو سب کو معلوم ہی ہیں۔ مگر ان کے علاوہ سینکڑوں معدنیات کے ذخائر اس کی دھرتی کے سینے میں پوشیدہ ہیں

افراطِ ثمرات۔ محبوب وطن کشمیر کے صرف باغات ہی نہیں بلکہ موسم گرما کی آمد پر اس کے جنگلات بھی ثمردار باغات کا نقشہ پیش کرتے ہیں جنکے بافراط قدرتی پھلوں کو انسان تو انسان جنگل کے حیوان بھی شب وروز جی بھر کے نوش جاں کرتے ہیں۔ شہروں اور قصبوں میں پھل تو قیمت پر ہی بکتے ہیں۔ مگر دیہات جن کی آبادیاں متفرق ہوتی ہیں اور لوگ اپنی اپنی نجی اراضیات پر مکان تعمیر کرکے بود وباش کرتے ہیں دیہاتیوں کی ان نجی اراضیات کے باغیچوں میں اعلیٰ درجے کی خوبانی۔ آڑو۔ اخروٹ۔ سیب آلو بخارا زردالو۔ ناشپاتی۔ اور جدا جدا اقسام کے بگوگوشے اتنی بہتات سے پیدا ہوتے ہیں کہ ہر کوئی اپنا، بیگانہ، مسافر، راہگذر ان گرانمایہ اور لذیذ وشیریں ثمرات سے بلاقیمت لطف اندوز اور شادکام ہونے کا مجاز ہوتا ہے۔

کشمیر میں ہندو مسلم آبادی کا تناسب

کشمیر میں ٢٠ فی صد ہندو سکھ ہیں جبکہ ٨٠ فیصد مسلم آبادی ہے۔ ڈوگرہ حکمرانوں کے دور میں تجارت، ملازمت اور دیگر تمام ذرائع آمد پر ہندو اقلیت مسلط تھی۔ مسلمانوں کو سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت تعلیم سے محروم رکھا جاتا تھا ان کی اکثریت ان پڑھ اور پسماندہ تھی ان سے بیگار لی جاتی اور حیوانوں سا سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ وہ کاشتکاری یا بھیڑیں پال کر زندگی بسر کرتے تھے۔

اہل کشمیر کی جسمانی اور دماغی صلاحیتیں

کشمیر کے لوگ سڈول۔ خوبصورت اور مضبوط جسم کے مالک ہیں۔ بہت محنتی سلیم الطبع اور نرم مزاج ہوتے ہیں۔ مہمان نوازی ان کا طرۂ امتیاز ہے۔ سنجیدہ ومتین چہرے رنگ سرخ وسفید آنکھیں چمکیلی اور روشن جن سے ذہانت اور فطانت عیاں ہوتی ہے۔ وہ گدڑی میں لعل ہیں۔ اگر جدید علم وہنر اور تہذیب وتمدن سے بہرہ ور ہوں تو چمک سکتے ہیں۔ اور نہایت تعمیری اور انقلابی جوہر دکھا کر متمدن اور ترقی یافتہ اقوام کی صف میں کھڑے ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اسی سے اندازہ کرلیجیئے کہ پاکستان کے مشہور ومعروف پہلوانوں کا خاندان نامور شاعر علامہ اقبال۔ بھارت میں افق سیاست کا درخشندہ ستارہ نہرو خاندان اہل کشامرہ کے چشم وچراغ ہی تو تھے۔ جن کی صلاحیتیں علم وہنر اور ماحول کی تبدیلی سے نمایاں ہوکر ظہور میں آئیں۔ اور وہ شہرت دوام سے ہمکنار ہوئے۔

ہمارا آبائی گاؤں چار کوٹ (راجوری)

اب آیئے آپ کو اپنے آبائی گاؤں چار کوٹ لیئے چلتا ہوں اور بروایت اپنے والد صاحب (اللہ ان پر رحمت کی نظر کرے) وہاں کے کچھ تاریخی حالات وواقعات سناتا ہوں کوئی ایک صد پچیس سال سے زائد عرصہ پہلے ہمارے گاؤں میں شہاب الدین نامی ایک بزرگ تشریف لائے اور وہاں طویل قیام فرمایا۔ بزرگ موصوف زہد وتقویٰ سے آراستہ اور دینی تعلیم کے عالم تھے۔ میرے والد صاحب سمیت چند نوجوان ان کے علم سے فیض یاب ہوئے اور لکھنا پڑھنا سیکھ لیا اور یوں ہمارے گاؤں میں دینی علم کی شمع روشن ہوئی دیئے سے دیئے جلتے گئے۔ ان نوجوانوں سے دیگر اہل گاؤں نے قرآن کریم پڑھا۔ صوم وصلوٰۃ اور فقہی مسائل سیکھے۔ آہستہ آہستہ سارے گاؤں میں دینی ماحول پیدا ہوگیا۔ میرے والد صاحب کے علاوہ مولانا شہاب الدین صاحب موصوف سے فیضان علم پانے والوں میں چار بھائی قاضی محمد اکبر صاحب۔ مولوی عبدالرحمن صاحب۔ مولوی عطاء اللہ صاحب اور مولوی ثناء اللہ صاحب قابل ذکر ہیں۔ یہ سب درویش صفت بزرگ تھے۔ انہوں نے تمام عمر زہد و تقویٰ مجاہدہ اور تعلیم وتدریس دین میں گذاری مولوی ثناء اللہ صاحب نے قدرت ثانیہ کے مظہر اوّل حضرت مولانا نورالدین صاحب سے حدیث اور طب کا علم بھی سیکھا۔ اس طرح علم الادیان اور علم الابدان دونوں سیکھ کر زیادہ نافع الناس ثابت ہوئے

چارکوٹ احمدیت سے مشرف ہوگیا۔

حضرت مولانا برھان الدین صاحب جہلمی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ہاتھ پر ابتداءً بیعت کرنے والوں کی صف اوّل میں شامل تھے جب ان کے قلب صافی میں حضرت بانی جماعت احمدیہ کی صداقت کی شمع روشن ہوئی تو وہ اپنے متبوع کی محبت کے اسیر ہوگئے۔ پیش آمدہ مشکلات اور مصائب کا تحمل وبردباری سے مقابلہ کیا۔ احمدیت کے فدائی اور جانثار تھے۔ قادیان سے لٹریچر منگوا کر اپنے حلقہ اثر میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ کشمیر کی سرحدیں جہلم سے ملتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ریاست جموں کشمیر کے لوگ کھیوڑہ کا نمک خریدنے جہلم کی نمک منڈی میں آیا کرتے تھے۔ نمک کے کچھ خریدار ہمارے گاؤں چارکوٹ سے بھی جہلم آئے اور انہوں نے بھی حضرت مولانا برہان الدین جہلمی سے وہ لٹریچر حاصل کیا اور اپنے ساتھ چارکوٹ لے گئے۔ جس کا ہمارے گاؤں میں مولانا شہاب الدین صاحب کے شاگردوں نے بھی بغور مطالعہ کیا۔ بات ان کی سمجھ میں آگئی اور انہوں نے حضرت بانی جماعت احمدیہ کے ہاتھ پر بیعت سے مشرف ہونے کا فیصلہ کرلیا۔ پھر بعض نے جہلم آکر مولانا برہان الدین صاحب کی وساطت سے تحریری بیعت کی اور بعض دوسروں نے براہ راست قادیان جاکر حضور کی دستی بیعت کی۔ پھر کیا تھا جب یہ پانچ نوجوان بیعت سے مشرف ہوئے تو پانچ سے دس اور دس سے بیس احمدی ہوگئے۔ حتیٰ کہ پورا گاؤں ہی احمدی ہوگیا۔

چارکوٹ کے ابتدائی احمدی۔ احمدیت نے چارکوٹ کے ابتدائی احمدیوں کو کندن بنادیا تھا۔ صداقت۔ امانت۔ ایفائے عہد اور محبت واخوت ان کا شعار تھا۔ زہد وتقویٰ کے ساتھ ساتھ وہ باہم تعاون اور جذبۂ ہمدردی سے دوسروں کے کام آتے تھے مستجاب الدعوات بھی تھے۔ مجھے خوب یاد ہے میں ابھی ۷ سال سے کم عمر تھا والد صاحب کے ساتھ بزرگوں کی محفل میں جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ خشک سالی اتنی بڑھی کہ چشمے یا تو سوکھ گئے یا ان میں پانی کم ہوگیا۔ انسان اور حیوان پانی کی قلت سے ایک مصیبت سے دوچار ہوگئے۔ چارکوٹ کے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

بزرگ اور جوان ایک پہاڑ کی ہموار چوٹی پر جمع ہوئے اور باران رحمت کے لئے نماز استسقاء ادا کی۔ ان کی پرسوز دعائیں اس قدر جلدی مستجاب ہوئیں کہ ابھی نماز جاری تھی اور آسمان پر ابر رحمت چھا گئے۔ نماز ختم ہوتے ہی بارش برسنا شروع ہو گئی۔ لوگ راستے میں ہی بھیگ گئے۔ برساتی نالے بہنے لگے۔ مویشیوں کیلئے پانی کی فراوانی ہو گئی۔ فصل خریف کی بجائی کیلئے زمینوں میں خاطر خواہ وتر ہو گیا۔

چارکوٹ کی نئی نسل کے لئے تعلیم کا سامان

۱۹۲۳/۲۴ تک چارکوٹ کے ماحول میں دور دور تک کوئی پرائمری سکول بھی نہ تھا۔ لوگ لکھ پڑھ نہ سکتے تھے۔ ذہین بچوں کی صلاحیتیں ضائع ہو رہی تھیں۔ چارکوٹ کی جماعت وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی گئی تھی اور اس کی مزید تین شاخیں۔ کوٹلی کا ہیبن۔ بڈھانوں اور رہتال میں قائم ہو گئی تھیں مولوی عطاء اللہ صاحب (جن کا ذکر پہلے آچکا ہے) نے اپنے بیٹے ماسٹر بشیر احمد صاحب حال گکھڑ مولا ورکاں (گوجرانوالہ) کو تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے تعلیم دلوائی تھی۔ ماسٹر صاحب موصوف نے جب قادیان سے میٹرک اور منشی فاضل کے امتحان پاس کر کے دینی علم میں بھی پختگی حاصل کر لی تو اپنے والد بزرگوار مولوی عطاء اللہ صاحب کے حکم کی تعمیل میں زندگی وقف کر کے ۱۹۲۳/۲۴ میں چارکوٹ کی جماعت کے بچوں کے لئے ایک پرائمری سکول کی بنا ڈالی جو ترقی کر کے مڈل ہو گیا۔ اس سکول سے نہ صرف جماعت کے بچے بلکہ علاقہ کے غیر از جماعت بچے بھی مستفید ہوتے۔ جس سے دور دور تک علم کی شعائیں پھیلیں۔ اس سکول سے مڈل تک تعلیم حاصل کرنے والے کچھ بچوں نے آگے چل کر زندگیاں وقف کیں اور جامعہ احمدیہ سے تعلیم مکمل کر کے اب سلسلہ کی خدمات کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ان میں سے مولوی نظام الدین صاحب مہمان سابق مربی افریقہ۔ مولوی بشیر احمد صاحب قمر سابق مربی گھانا (افریقہ) مولوی غلام احمد صاحب نسیم سابق مربی افریقہ حال استاذ جامعہ احمدیہ ربوہ اور مولوی نذیر احمد صاحب انچارج شعبہ مال جماعت احمدیہ لاہور قابل ذکر ہیں۔

محترم ماسٹر بشیر احمد صاحب اب عمر عزیز کی ۸۴ بہاریں دیکھ چکے ہیں۔ جسمانی طور پر ضعیف ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ذہنی اور دماغی اعتبار سے جوان سال اور فعال ہیں۔ اس وقت گکھڑ مولا ورکاں (گوجرانوالہ) میں جماعت کی مستورات بنات کو دینی تعلیم دینے میں بڑی جانفشانی سے کام لے رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں ان کی رفیقہ حیات کا انتقال ہو گیا ہے۔ ان کا ایک بیٹا عزیز عبد الباقی آنکھ کی پتلی میں زخم ہونے سے شدید اذیت میں ہے۔ زیر علاج ہے۔

ان صدمات سے ماسٹر صاحب موصوف کا پریشان ہونا طبعی تقاضا ہے۔ بحیثیت مخلص خادم سلسلہ وہ خصوصی دعاؤں کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی بیگم کی وفات سے لاحق ہونے والے غم میں صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان کے بیٹے کی بینائی بحال فرمائے۔

قبول احمدیت اور ایک وصیت

والد صاحب چوہدری احمد دین جو مدرس ہونے کی وجہ سے منشی جی کے نام سے مشہور تھے گولیکی میں اپنی زمیندارہ برادری اور جماعت میں ایک صائب الرائے بزرگ تصور کئے جاتے تھے بڑے فخر سے اپنے احمدیت میں شمولیت کا واقع بیان کرتے تھے۔

بتایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا امام دین صاحب اور حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رفیقان بانی سلسلہ کی وجہ سے آج گولیکی میں احمدیت کا باغ لہلہا رہا ہے۔ مخالفت زوروں پر ہوتی تھی۔ لیکن میں نے کبھی حضرت اقدس کی شان میں ناپسندیدہ الفاظ منہ سے نہیں نکالے۔ اور مجھے بتایا گیا کہ چالیس روز اگر صدقِ دل سے دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ راہنمائی کر دیتا ہے۔ چنانچہ چند دن دعا کرنے کے بعد خواب میں ایک کاغذ دکھایا گیا جس پر چاروں طرف حاشیہ بنا ہوا تھا۔ اور دائیں کونے پر مرزا غلام احمد اور بائیں کونے پر اہم ہستی لکھا ہوا تھا یہ خواب ہی مجھے احمدیت میں شامل کرنے کا باعث بنی۔

حضرت مولانا امام دین صاحب والد بزرگوار حضرت ظہور الدین صاحب اکمل کے پاس حضرت راجیکی صاحب حصول علم کے لئے اپنے گاؤں سے جو چار کوس دور ہے آیا کرتے تھے۔ اللہ کی شان کہ راجیکی صاحب نے اپنے استاذ مکرم سے پہلے ہی بیعت کر لی والد صاحب اپنی خواب کے سلسلہ میں یہ بات بڑے تعجب سے بیان کرتے تھے کہ باوجود میں مدرس تھا گو پرائمری تک تعلیم تھی۔ لیکن مجھے "اہم" لفظ کے معنی معلوم نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اہم کا راز بھی بیعت سے منسلک کر دیا۔

ایک وصیت۔ ۱۹۵۷ء میں وفات پائی ۱۹۲۸ء میں سیدنا حضرت فضل عمر نور اللہ مرقدہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ فوت ہونے سے پہلے وصیت کی کہ

"میری قبر ایسی جگہ بنانا جو لوگوں کی گزرگاہ سے قریب ہو۔"

ہم چھ بھائیوں نے جو بفضلِ تعالیٰ بحیات ہیں اور سب کے سب فدائی احمدی ہیں نے اس وصیت پر عمل کیا۔ گولیکی کا قبرستان مین روڈ پر جانے کے لئے ہر حالت میں رستہ میں پڑتا ہے۔ خاکسار چند روز قبل گولیکی گیا تو عصر کی نماز کا وقت تنگ دیکھ کر بغیر دعا کے جلدی جلدی گزرنا چاہا اور خیال کیا کہ واپسی پر دعا سکون کے ساتھ کروں گا۔ لیکن قبر کے نزدیک پہنچ کر محسوس ہوا کہ والد صاحب بلا رہے ہیں اور وہ مجھے کھینچ کر لے ہی گئے۔ بہرحال بڑے سکون سے والدہ صاحبہ اور والد صاحب کی قبروں پر دعا کا موقع ملا۔ یہ راز تھا پیارے والد صاحب کی وصیت کا۔ جس کو اس دن بہت محسوس کیا اور لطف بھی اٹھایا۔

یہ لکھنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ اگر ہم اپنے پیارے والدین کے لئے ان کی قبروں پر دعا کریں گے تو ہماری اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ یہ توفیق عطا فرمائیگا

نذر محمد نذیر۔ گولیکی
واقف زندگی۔ دفتر جلسہ سالانہ ربوہ

سیالکوٹ کے ایک مخلص احمدی کی وفات

سیالکوٹ شہر کے سابق امیر جماعت محترم محمد یعقوب صاحب قریباً اٹھاسی سال کی عمر میں ۳۰ جنوری ۱۹۸۹ء کو بعارضہ نمونیہ وفات پا گئے۔ ان کا جنازہ ۳۱ جنوری کو سیالکوٹ سے ربوہ لایا گیا۔ نماز عصر کے بعد نماز جنازہ محترم مولینا دوست محمد صاحب شاہد نے پڑھائی۔ بعدہٗ بہشتی مقبرہ میں آپ کی تدفین ہوئی اور محترم مولینا صاحب موصوف ہی نے قبر تیار ہونے پر اجتماعی دعا کروائی

محترم یعقوب صاحب ایک ماہ قبل چارپائی سے اٹھتے ہوئے ایسے گرے تھے کہ کولہے میں فریکچر ہو گیا تھا۔ اس چوٹ کے بعد آپ کی صحت گرتی گئی حتیٰ کہ نمونیہ کا حملہ آخر جان لیوا ثابت ہوا۔ آپ کے بھانجے عزیزان خواجہ سرفراز احمد۔ خواجہ مختار احمد۔ خواجہ ظفر احمد۔ خواجہ اقبال احمد اور خواجہ مظفر احمد سب جنازے کے ہمراہ تھے۔ اور عزیزم ڈاکٹر فضل احمد کو تو آپ نے اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا وہ آپ کی بیماری کی خبر سن کر امریکہ سے آئے ہوئے تھے۔ آپ رشتہ میں خاکسار کے بھی ماموں تھے۔ میری والدہ کے ماموں زاد بھائی تھے اور واقف زندگی ہونے کے باعث خاکسار انہیں بے حد عزیز تھا۔ اسی اعتبار سے نہ صرف خاکسار بلکہ خاکسار کے سب بال بچوں سے بہت پیار کرتے تھے اور میرے والد صاحب کی وفات کے بعد کچھ زیادہ ہی میرا خیال رکھتے رہے۔ بہت پیار کرنے والے بزرگ تھے۔ چندوں میں اکثر سرفہرست رہتے۔ حضرت امام جماعت کی ہر تحریک میں دل کھول کر حصہ لیتے۔

آپ کے اپنے بیان کے مطابق ۱۹۰۴ء میں جب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سیالکوٹ میں تشریف لائے تو آپکی والدہ ماجدہ نے حضور کی بیعت کی۔ اس وقت آپ اپنی والدہ کی گود میں تھے۔ گویا آپ کو یہ شرف حاصل تھا کہ حضرت اقدس کی نظر آپ پر پڑی۔ آپ نے ایک نہایت ہی دیندار اور مہمان نواز والدہ کی گود میں پرورش پائی۔ ایک خاوند کی حیثیت سے آپ بڑے شفیق اور ہمدرد انسان تھے۔

تمام عزیز و اقارب کا خیال رکھتے آپ کا وجود ہم سب رشتہ داروں میں بہت بابرکت اور دعاگو وجود تھا۔ جس سے اب محرومی کا شدید احساس ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے۔ جملہ غمزدہ عزیز و اقارب کو صبر جمیل بخشے۔

ے بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

شبیر احمد۔ وکیل المال اول ربوہ

وقفِ نو کی اہم ذمہ داری

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ اپریل ۱۹۸۷ء میں فرمایا!

"دوست یاد رکھیں کہ اگلی صدی ایک بہت بڑی صدی ہے جو ہمارا انتظار کر رہی ہے اس میں بہت بڑے کام ہونے والے ہیں اس صدی کے لوگوں نے ہم سے رنگ پکڑنے ہیں اور وہ رنگ لے کر انہوں نے اس سے اگلی صدی کی طرف آگے بڑھنا ہے۔ پس پیشتر اس کے کہ وہ وقت پہنچ جائے اور ہم اس صدی میں داخل ہو رہے ہوں ہمیں چاہیئے کہ ہم حُسن کامل سے مزین ہونے کی کوشش شروع کر دیں جو اللہ سے محبت کے نتیجے میں ظاہر ہوتا ہے یا اللہ کے عشق کے نتیجے میں عطا ہوتا ہے"

احمدی احباب جن کو اللہ تعالیٰ نے ۳ اپریل ۱۹۸۷ء کے بعد اولاد سے نوازا ہے وہ اپنی اولاد کو اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے وقفِ نو کی بابرکت تحریک میں پیش فرمائیں

وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

فضلِ عمر ہسپتال کی دو نئی عمارات کی تقریبِ سنگِ بنیاد

دو منزلہ لیبارٹری اور لیبر وارڈ چھ ماہ میں مکمل ہو جائینگے

ربوہ ــــ ۸ تبلیغ (فروری) فضل عمر ہسپتال کی نئی دو منزلہ لیبارٹری کی بلڈنگ کا سنگِ بنیاد آج صبح دس بجے محترم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی نے رکھا۔ یہ ایک وسیع دو منزلہ عمارت ہو گی جس کے اوپر اور نیچے کل چھ بڑے کمرے ہوں گے۔ مکرم ڈاکٹر صاحب کے علاوہ مکرم مولوی محمد صدیق صاحب گورداسپوری سابق مربی امریکہ و مغربی افریقہ۔ مکرم ڈاکٹر عبد الخالق خالد صاحب میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال، مکرم مولوی عبد الشکور صاحب سابق مربی مغربی افریقہ۔ مکرم منیر احمد صاحب بسمل حبشہ سابق مربی مغربی افریقہ، مکرم ڈاکٹر محمد احمد عبد اللہ انچارج لیبارٹری اور مکرم عبد العزیز ڈوگر صاحب ادارہ تعمیر نے ترتیب وار اینٹیں رکھیں آخر میں مکرم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی نے دعا کرائی۔ امید ہے یہ عمارت چھ ماہ کے عرصے میں مکمل ہو جائے گی۔

اس سے قبل ۲۶ جنوری ۱۹۸۹ء کو فضل عمر ہسپتال کے لیبر وارڈ کا سنگِ بنیاد حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے عورتوں کی طرف سے اور محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی صدر انجمن احمدیہ نے مردوں کی طرف سے سنگِ بنیاد رکھا تھا۔ اس موقعہ پر محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید و صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے علاوہ ناظر صاحبان و وکلاء صاحبان بھی موجود تھے۔ لیبر وارڈ چار بڑے ہال نما کمروں پر مشتمل ہے اس کے علاوہ ریسپشن، کپڑے بدلنے کا کمرہ اور دیگر حصے شامل ہیں۔ یہ وارڈ بھی چھ ماہ کی مدت میں مکمل ہو جانے کی امید ہے۔

فضل عمر ہسپتال کی تمام نئی تعمیرات کے نقشے مکرم ملک شفیق صاحب آرکیٹیکٹ بنا رہے ہیں۔

رپورٹ سالانہ اجتماع قیادت نمبر ۲ کراچی

قیادت نمبر ۲ کراچی کا سالانہ اجتماع لجنہ، ناصرات ۱۶ نومبر ۱۹۸۸ء کو زیرِ صدارت مکرمہ سلیمہ میر صاحبہ منعقد ہوا۔

کارروائی کا آغاز تلاوت کلامِ پاک سے ہوا۔ پھر مقابلہ حسنِ قرأت، مقابلہ حفظ اور انگریزی تقریری مقابلہ ہوا۔

بعد ازاں مقابلہ معیار اوّل، دوم مقابلہ بیت بازی اور دینی معلومات کا مقابلہ ہوا۔ ہر مقابلہ میں پوزیشن لینے والی ممبرات میں انعامات تقسیم کیے گئے۔

اس اجتماع میں ڈیڑھ سو سے زائد ممبرات نے شرکت کی۔ پروگرام کے آخر میں مکرمہ سلیمہ میر صاحبہ نے بہنوں سے خطاب کیا۔

دعا کے بعد اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

خبریں

★ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو ۱۱ فروری کو تیسرے پہر جب چین کے دورے پر بیجنگ پہنچیں تو ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ استقبالیہ تقریبات عظیم عوامی ہال میں منعقد ہوئیں۔ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کو ۱۹ توپوں کی سلامی دی گئی۔ چین کے وزیر اعظم مسٹر لی پینگ نے ان کا استقبال کیا اور ان کو اپنی کابینہ کے اراکین اور دیگر اہم شخصیات سے متعارف کروایا۔

اس سے قبل بیجنگ کے ہوائی اڈے پر پاکستانی بچوں نے جو اپنی وزیر اعظم کا استقبال کرنے جمع ہوئے محترمہ بے نظیر بھٹو کا استقبال کیا۔ عوامی ہال میں استقبالیہ تقریبات کے فوراً بعد دونوں وزرائے اعظم میں مذاکرات شروع ہو گئے۔

★ چینی وزیر اعظم مسٹر لی پینگ نے پاکستانی صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاک چین دوستی ہمالیہ سے بلند اور سمندر سے زیادہ گہری ہے انہوں نے ۱۵ فروری کو روسی فوجوں کی واپسی کے بعد افغانستان کے استحکام پر تشویش ظاہر کی۔

★ افغان مجاہدین کے نمائندے پروفیسر عبد الرسول سیاف نے کہا ہے کہ افغانوں کی مجلس شوریٰ کا اجلاس دو تین روز کے بعد پھر ہو گا تاکہ افغانستان کے مستقبل کے بارے میں غور و خوض جاری رہ سکے انہوں نے کہا کہ مجلس شوریٰ کے اجلاس کے مستقبل التوا کی خبر غلط ہے۔

★ امریکہ کے صدر جارج بش نے کہا ہے کہ امریکہ افغان مجاہدین کو اس وقت تک امداد دیتا رہے گا جب تک روس نجیب اللہ حکومت کی حمایت جاری رکھے گا۔

★ وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ روسی فوجوں کی واپسی سے علاقہ کی بنیادی جغرافیائی صورتِ حال تبدیل نہیں ہو گی۔ انہوں نے چینی اخبار نویسوں کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ افغانستان سے روسی فوجوں کی واپسی کے بعد افغان عوام اس قابل ہوں گے کہ اپنی مرضی کی حکومت قائم کر سکیں۔

★ وفاقی وزیر داخلہ مسٹر اعتزاز احسن نے کہا ہے کہ جمعرات ۹ فروری کے روز قومی اسمبلی کے اجلاس کے دوران ہونے والے ناخوشگوار واقع کے بارے میں تحقیقات کے لئے خفیہ ایجنسیوں کے افسروں پر مشتمل ایک خصوصی ٹیم تشکیل دی گئی ہے واضح رہے کہ جمعرات کے روز ایک شخص اسمبلی کی وزیٹرز گیلری سے پکڑا گیا تھا جس کے پاس سے ایک خفیہ بندوق اور دھماکہ خیز مادہ برآمد ہوا۔ انہوں نے کہا یہ معمولی واقعہ نہیں ہے اس پر حکومت بڑی سنجیدگی سے غور کر رہی ہے۔

★ افغانستان کے صدر نجیب اللہ نے کابل کی حفاظت کے لئے ایک نئی فوج تیار کی ہے۔ جسے خصوصی دستے کا نام دیا گیا ہے۔ مبصرین نے کہا ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدر نجیب اللہ کا افغان فوج پر سے اعتماد اٹھ گیا ہے یہ فوج براہ راست صدر کے سامنے جواب دہ ہو گی۔

★ لاہور کے شہریوں نے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزیاں کرتے ہوئے روایتی جوش و خروش سے بسنت منائی۔ پتنگیں لوٹتے ہوئے ۳۰ افراد زخمی ہوئے۔ ان میں ۵ بچے شامل ہیں۔

★ لاہور میں وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کی آمد پر گورنر پنجاب جنرل ٹکا خان نے ان کا استقبال کیا۔

سچی بوٹی ٹنکچر

ہومیو پیتھک طریق پر تیار کردہ
سچی بوٹی ٹنکچر
پینے میں آسان۔ فوری اثر کیلئے قیمت فی اونس ۲۰/-
(ڈاکٹر راجہ ہومیو)
کیور ٹیو میڈیسن رجسٹرڈ ربوہ
فون سیلز آفس ۱۷۷، کلینک: ۶۰۶ رہائش ڈاکٹر: ۶۰۷

★ نرینہ اولاد سے محروم ★ بے اولاد ★ اٹھراء ★ سوکھا ★ گرمی ★ گیس کا علاج کرنے والے
۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
زیر نگرانی: حکیم عبد الحمید اعوان ابن حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
پوسٹ بکس نمبر ۱۹۰
فون نمبر ۰۴۳۱-۷۴۸۴۴، ۶۴۴۹۷

برانچیں
- اقصیٰ چوک (نزد لیٹر بکس) ربوہ
- چوک قلعہ کالروالہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
- نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ ملتان
پوسٹ بکس نمبر ۴۹۸
فون نمبر ۰۶۱-۳۱-۲۶
خواتین کیلئے معائنہ کا بھی معقول انتظام ہے